وفاقی شرعی عدالت

پروفیسر انوار اللہ

صدر مملکت نے ۲۶ مئی ۱۹۸۰ء کو ایک آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی۔ ابتدا میں چیئرمین سمیت اس عدالت کے پانچ ارکان تھے۔ اس کے چیئرمین سپریم کورٹ کے جج اور باقی ارکان ہائی کورٹ کے جج تھے۔ اس عدالت نے یکم جون سے باقاعدہ کام شروع کیا۔ مندرجہ بالا آرڈیننس کی رو سے وفاقی شرعی عدالت کو مندرجہ ذیل دو اہم کام تفویض ہوئے۔

۱۔ حدود آرڈیننس کے ماتحت جن مقدمات کا نچلی عدالتوں میں فیصلہ کیا جائے ان کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرے۔

۲۔ پاکستان کا کوئی بھی شہری اگر موجودہ قوانین میں سے کسی قانون کو خلافِ قرآن و سنت سمجھے تو وہ اس عدالت میں ایک درخواست کے ذریعے اس کو چیلنج کر کے اس کو قرآن و سنت کے مطابق بنانے کا مطالبہ کرے۔ عدالت اس پر بحث و تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کرے گی کہ یہ قانون کہاں تک قرآن و حدیث سے متصادم ہے اور جہاں تک یا کل کا کل اگر قرآن و سنت سے متصادم پایا گیا تو عدالت حکومت سے درخواست کرے گی کہ ایک خاص وقت تک اس قانون میں ترمیم کر کے اس کو قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے۔ فقہی مسائل میں بوقت ضرورت عدالت کو مشورہ دینے کے لئے علماء کا ایک پینل بھی بنایا گیا۔ مقدمے کے سلسلے میں جب کبھی عدالت یا فریقین میں سے کوئی ایک ضروری سمجھے پیروی کے لئے بطور وکیل یا مشیر ان میں سے کسی کی خدمات حاصل کر لے۔

جونہی اس عدالت نے کام شروع کیا۔ مختلف ہائی کورٹوں سے ایک سو تیرہ مقدمات درخواستوں (شریعت پٹیشنز) کے ذریعہ اس عدالت کی طرف منتقل کئے گئے۔ ان میں بعض بہت اہم تھے اور سب کے سب ہی موجودہ قوانین میں سے کسی نہ کسی قانون کو چیلنج کیا گیا تھا کہ یہ

قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ سال میں سب سے پہلی درخواست محمد ریاض نامی ایک شخص کی درخواست تھی جس میں آئین پاکستان کے آرٹیکل ۳۰۲ کو جو قصاص و دیت سے متعلق ہے پر چیلنج کیا گیا تھا۔ اس درخواست میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ یہ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ اس قسم کی کل ۵ اپیلیں تھیں جن میں اس قسم کے دعویٰ کی بنیاد پہ مذکورہ آرٹیکل کو چیلنج کیا گیا تھا۔ چنانچہ عدالت نے اس کی سماعت شروع کی۔ سماعت کی ابتداء میں اس عدالت کے دائرہ اختیار پر خوب بحث ہوئی اور یہ طے پایا کہ عدالت ہذا کسی بھی فیصلے یا قانون پر بحث کر سکتی ہے تاکہ اس کو قرآن و سنت کے مطابق بنانے کی سفارش کر سکے۔

اس مقدمہ کے فیصلے میں فاضل جج جناب جسٹس آفتاب حسین صاحب نے اپنے طریقہ کار کے لئے مندرجہ ذیل اصول بھی وضع کئے۔

۱۔ سب سے پہلے متعلقہ معاملے میں قرآن کریم کی کوئی آیت تلاش کی جائے۔
۲۔ اس معاملے سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث تلاش کی جائے۔
۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں کسی قرآنی آیت کی وضاحت اور تفسیر دیکھی جائے۔
۴۔ اس معاملے سے متعلق مختلف فقہا کی رائیں دیکھی جائیں اور پھر ان کے دلائل پر غور کیا جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ ان میں سے کس کی رائے موجودہ زمانے کی ضروریات کے مطابق ہے۔
۵۔ کچھ اور متعلقہ اصول اور طریقے بھی دیکھ لئے جائیں جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہوں۔

بہرحال عدالت ہذا نے اس پٹیشن پر فیصلہ دے دیا اور کچھ نکات سے اتفاق کر کے اس کو قرآن و سنت کے مطابق بنانے کی سفارش کی۔

اس کے ساتھ ساتھ عدالت نے باقیماندہ پٹیشنز کی سماعت بھی جاری رکھی۔ جناب جسٹس کیکاؤس صاحب نے ایک شریعت پٹیشن کے ذریعے سیاسی پارٹیوں کے قانون مجریہ ۱۹۶۲ء اور نمائندگی کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء کو چیلنج کیا کہ یہ قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ اس پہ عدالت نے سماعت کے مکمل کرنے کے بعد فیصلہ دیا کہ مجموعی طور پہ قرآن و سنت سے

سے متصادم نہیں ہیں اس لئے درخواست خارج کر دی گئی۔

پھر عدالت نے ان پٹیشنز پر بحث جاری رکھی جن میں مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۱۱۵، قانون شفعہ پنجاب و صوبہ سرحد، لینڈ ریکوزیشن ایکٹ ۱۹۷۲ء سی ڈی اے آرڈیننس ۱۹۶۰ء کو چیلنج کیا گیا۔ جن میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ یہ قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ان میں زمین کی ملکیت کی تحدید کر دی گئی ہے، حکومت کو بلا عوض شخصی ملکیت لینے کا اختیار دیا گیا ہے بغیر معقول معاوضہ کی گنجائش دی گئی ہے، حق شفعہ مزارع اور دوسرے غیر مالک کو بھی دیا گیا ہے وغیرہ۔

اس پر عدالت نے کافی غور و خوض کے بعد ان کے بعض نکات سے اتفاق کیا اور حکومت سے اس کو قرآن و سنت کے مطابق بنانے کی سفارش کی۔

ان کے ساتھ ساتھ عدالت کے سامنے ماتحت عدالتوں کے حدود آرڈیننس کے مطابق فیصلوں کے خلاف اپیلیں بھی برائے سماعت پیش ہوئیں۔ جون سے جنوری تک تقریباً ایک سو بارہ اپیلیں دائر کی گئیں۔ بہت سی اپیلوں کی سماعت مکمل کی گئی اور ان پر فیصلے دیئے گئے۔ ان میں سے اکثر میں ان سزاؤں کو بحال رکھا گیا جو ماتحت عدالتوں نے حدود آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کے تحت دی تھیں۔ اس کے بعد اپیلوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ ۷، دسمبر ۱۹۸۱ء تک عدالت میں کل تین سو اکیس اپیلیں دائر کی گئیں۔ جن میں سے تقریباً دو سو چھپن اپیلوں کے فیصلے ہو چکے ہیں۔ ان اپیلوں میں بھی عدالت میں بعض اہم شرعی مسائل پر کافی بحث کی گئی ہے۔ اور ان کے فیصلوں کے سلسلے میں مختلف مکاتیب فکر کے فقہ کی مستند اور معتمد کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔ ان میں سے بعض اپیلیں منظور کر کے ان کی سزائیں معاف کر دی گئیں اور اکثر کی سزاؤں کو بحال رکھ کر ان کو خارج کر دیا گیا اور بعض میں سزاؤں میں ترمیم کر دی گئی۔

عدالت نے بعد میں شریعت پٹیشنز کے سلسلے میں رجم سے متعلق ظہور بخش اور ایم۔ آئی چودہری بنام اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پٹیشن پر کافی بحث و تحقیق کے بعد اختلاف رائے کے ساتھ فیصلہ دے دیا۔ رجم کے فیصلے سے صاف واضح ہے کہ ہمارے جج صاحبان نے تفاسیر، شروح حدیث اور فقہ کی مستند اور معتمد کتابوں سے کافی استفادہ کیا ہے۔ اس مقدمہ میں عدالت نے مولانا

محمد حنیف ندوی، مولانا پیر محمد کرم شاہ اور مولانا محمد رضی مجتہد سے رجم پہ تحقیقی نقطہ نظر تحریری طور پہ پیش کرنے کی درخواست کی تھی اور انہوں نے اپنے مقالے بھیج دیئے تھے۔

شریعت پٹیشنز کے سلسلے میں عدالت نے حد شراب اور ممانعت شراب کے آرڈیننس کے متعلق رستم سدھوا کی پٹیشن پر جس میں غیر مسلموں پر علانیہ پابندی شراب کو چیلنج کیا گیا تھا کافی بحث و تحقیق کے بعد فیصلہ دے دیا اور مجموعی طور پر یہ فیصلہ دے دیا کہ شراب کی علانیہ پابندی غیر مسلموں کے لئے بھی اسی طرح ہے جیسا کہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ البتہ شراب کے ضروری کاروبار سے نفع صرف غیر مسلم ہی اٹھا سکتے ہیں۔ اس فیصلے میں بھی ہمارے جج صاحبان نے نہایت عالمانہ پیرائے میں بحث کی ہے اور تفاسیر و احادیث کی شروح اور فقہ قدیم و جدید کی معتمد اور مستند کتابوں سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ ان کے فیصلوں سے ظاہر ہے۔

۱۳۔ اپریل ۱۹۸۱ء کو ایک صدارتی آرڈیننس نافذ کیا گیا جس کی رو سے تین علماء عدالت کے ارکان میں شامل کئے گئے اور بعد میں ان تین علماء نے باقاعدہ رکن کی حیثیت سے حلف اٹھا کر کام شروع کر دیا۔ ان علماء کی شرکت کے بعد عدالت نے اپنا کام اور تیزی سے بڑھا دیا اور کئی پیٹیشنز اور اپیلوں کے فیصلے کئے۔ عدالت نے اب تک کل ایک سو اٹھاسی شریعت پٹیشنز کے فیصلے کئے ہیں۔

خالد پرویز بنام سرکار کی اپیل میں عدالت نے چونکہ گواہوں کو غیر معتبر سمجھا اس لئے عدالت نے متعلقہ ایس۔ ایچ۔ او پولیس سٹیشن کو حکم دیا کہ متعلقہ غیر معتبر گواہ کے خلاف حد قذف آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کے تحت مقدمہ درج کرائے اور سیشن جج متعلق کو بھی حکم دیا کہ اس گواہ کے خلاف حد قذف کے تحت مقدمہ کی پیروی کرے۔

ان شریعت پٹیشنز اور اپیلوں کے علاوہ اور بھی بہت سی درخواستیں عدالت میں آتی رہتی ہیں جن میں مختلف اسلامی قوانین کے بارے میں عدالت سے درخواست ہوتی ہے کہ ان کو قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے۔ لیکن وہ یا تو ہمارے دائرہ کار سے باہر ہوتی ہیں یا یہ کہ وہ نہایت ہی مغلق اور غیر مرتب انداز میں ہوتی ہیں۔ اس لئے ایسی درخواستیں واپس کر دی جاتی ہیں یا ان میں سے بعض درخواست دہندوں سے کہا جاتا ہے کہ باقاعدہ قواعد کے تحت درخواست دیں۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ جیسا کہ پی۔ ایل۔ ڈی میں چھپے ہوئے اس عدالت کے فیصلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کی سماعت اور فیصلے بالکل اسلامی نقطہ نظر سے ہوتے ہیں۔ وکلاء اور فقہی مشیر جو عدالت میں فریقین کی طرف سے پیش ہوتے ہیں وہ بھی اپنے دلائل قرآن و سنت اور فقہ کی روشنی میں دیتے ہیں۔ فقہ کے ساتھ ساتھ اصول فقہ پر بھی کافی بحث ہوتی ہے اور فقہی مسئلہ کی اصل کی انتہائی تلاش کی جاتی ہے۔ سارے فقہاء، غیر مقلدین کی کاوشوں اور ظاہری فقہ وغیرہ سب سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ بالکل شروع سے فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی اور فقہ جعفریہ کی مستند کتابوں سے حوالے لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ بالکل شروع میں محمد ریاض کی پٹیشن کے فیصلے میں فاضل جج جناب آفتاب حسین صاحب نے فقہ حنفی اور فقہ حنبلی کی مستند کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

راجہ محمد افسر کے پٹیشن میں فاضل جج جناب جسٹس آفتاب حسین صاحب نے اپنے فیصلے میں شیعہ فقہ کی دو کتابوں یعنی تفسیر شعبیٰ از ابو الفاتح الجرجانی اور بادستورات اسلام آشنا شوئیم، از علی غفوری سے استفادہ کیا ہے اور ان کا حوالہ دیا ہے۔ رجم کے فیصلے میں سارے جج صاحبان جناب جسٹس صلاح الدین احمد صاحب، جناب جسٹس علی حیدر صاحب، جناب جسٹس آفتاب حسین صاحب۔ جناب جسٹس کریم اللہ درانی صاحب اور جناب جسٹس ذکاء اللہ لودھی صاحب نے تمام فقہوں کی مستند اور معتبر کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور ان کے حوالے دیئے ہیں۔ بلکہ قرآن کی قدیم اور جدید تفاسیر اور احادیث کی قدیم و جدید شروح نیز معاصرین کی کتابوں سے بھی کافی استفادہ کیا گیا ہے۔

کئی مسائل میں عدالت تحقیق و تنقیح کے لئے بعض جید اور نامور علماء کو بھی عدالت میں متعلقہ مسئلہ پر اظہار رائے کے لئے بلاتی ہے تاکہ اسلامی نقطہ نظر سے مسئلے کی خوب تحقیق ہو سکے۔ چنانچہ گذشتہ مہینے ایک مسئلہ کے سلسلہ میں عدالت نے مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل کو اپنی رائے دینے کے لئے بلایا جنھوں نے عدالت کے سامنے اپنی رائے کا تفصیلی طور سے اظہار کیا۔ اب تصویر اور فلم سے متعلق ایک مسئلے میں جناب مولانا عبد القدوس ہاشمی صاحب کو اپنی رائے کے اظہار کی دعوت دی گئی ہے۔

ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے اس عدالت کو اپنے شریعت پٹیشنز کے فیصلوں پہ نظرِ ثانی کا بھی اختیار دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے رجم کے فیصلے پر نظرِ ثانی کی اپیل منظور کی گئی ہے۔

عدالت کا صدر دفتر تو اسلام آباد میں ہے لیکن چاروں صوبوں کے صدر مقاموں یعنی کراچی، لاہور، پشاور اور کوئٹہ میں متعلقہ ہائی کورٹوں میں اس کی شاخیں ہیں جہاں متعلقہ صوبوں کے باشندوں کی اپیلیں اور درخواستیں داخل کی جاتی ہیں۔ ان اپیلوں اور شریعت پٹیشنز کی سماعت بھی عدالت ان ہی متعلقہ ہائی کورٹوں میں کرتی ہے، تاکہ فریقین کو آسانی رہے۔ چنانچہ عدالت کراچی، لاہور، پشاور، اور کوئٹہ میں متعلقہ مقدمات کی سماعت کرکے ان کو نمٹاتی ہے۔ چنانچہ ہر مہینے میں عدالت ان چاروں صوبائی صدر مقاموں میں سے کسی نہ کسی مقام پہ اپنی نشست منعقد کرتی ہے۔ پہلے تو عدالت کے سارے ارکان جایا کرتے تھے لیکن جب سے علماء ارکان کے آنے سے تعداد بڑھ گئی ہے اس وقت سے ایک بنچ باہر جاتی ہے اور ایک یہاں صدر مقام پر نشست جاری رکھتی ہے۔ البتہ جب مقدمہ اہم نوعیت کا ہو تو پھر وہ سارے ارکان کے سامنے اسلام آباد ہی میں سماعت کے لئے پیش کیا جاتا ہے تاکہ مکمل تحقیق ہو سکے اور ہر رکن کو غور و فکر کا موقع ملے اور سب کی متفقہ رائے سے مسئلہ حل ہو جائے۔

یہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس عدالت میں اپیل یا شریعت پٹیشن داخل کرنے کے لئے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ شریعت پٹیشن کی صورت میں اس کی نقلیں بھی ساتھ داخل کرنی پڑتی ہیں۔ اس کے علاوہ درخواست دہندہ خود بھی اپنی درخواست کی وکالت کر سکتا ہے۔ یعنی اس کے لئے کسی وکیل کو پیش کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس کے لئے یہ بھی گنجائش ہے کہ وہ ہمارے فقہی مشیروں کی فہرست میں سے کسی کو بھی بطور وکیل عدالت میں پیش کرے۔ اگر چاہے تو کوئی وکیل بھی پیش کر سکتا ہے۔ یہ سہولت ہر مقدمہ کے لئے ہے خواہ وہ شریعت پٹیشن ہو یا فوجداری اپیل۔

یہاں یہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ جیسا کہ اوپر کے اعداد و شمار سے ظاہر ہے اس عدالت میں مقدمات کا فیصلہ نہایت تیزی سے کیا جاتا ہے۔ اکثر فوجداری اپیلوں کا فیصلہ چند

سماعتوں میں کیا جاتا ہے۔ جس میں زیادہ سے زیادہ دو مہینے لگ جاتے ہیں۔ اگر کسی فوجداری اپیل کی سماعت میں تاخیر ہوتی ہے تو وہ صرف اس وجہ سے کہ ماتحت عدالتوں سے متعلقہ ریکارڈ بروقت نہیں پہنچتا۔ شریعت پٹیشن کے داخل ہونے کے فوراً بعد اس کی سماعت کی تاریخ مقرر کر دی جاتی ہے اور متعلقہ فریقین بمعہ وکلا وغیرہ کو اطلاع دے دی جاتی ہے اور اس طرح تیزی سے کام شروع کر دیا جاتا ہے البتہ جب شریعت پٹیشن کسی اہم نوعیت کی ہو تو پھر اس کے فیصلے میں کئی مہینے لگ جاتے ہیں، کیونکہ فاضل جج صاحبان کو اس کے فیصلے میں کافی فقہی مواد دیکھنا پڑتا ہے اور پھر کسی نتیجے پر پہنچنے میں بہت وقت لگ جاتا ہے۔

بعض فوجداری اپیلوں میں بھی ایسے مسائل نکل آتے ہیں جو یا تو فقہ اسلامی میں پہلے نہیں ملتے یا اگر ملتے ہیں تو بالکل بنیادی حیثیت میں جن کو موجودہ وقت میں عملی صورت میں نافذ کرنے پر کافی غور و خوض کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مثال کے طور پر میانوالی کی ایک فوجداری اپیل میں جرائم کی شہادت اور دعویٰ میں تحدید زمان (لاء آف لمیٹیشن) کا مسئلہ سامنے آیا ہے۔ وہ یہ کہ اگر کسی جرم کی شہادت یا دعویٰ کرنے میں تاخیر ہو جائے اور اس تاخیر کی معقول وجہ بھی نہ ہو تو کیا وہ شہادت اور دعویٰ مقبول ہیں یا نہیں؟ چونکہ اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے اور پھر جو ائمہ تحدید زمان کے قائل ہیں وہ بھی اس کو عام نہیں سمجھتے اور بعض جرائم میں اس کو مؤثر مانتے ہیں اور بعض میں نہیں اور پھر جن جرائم میں وہ تحدید زمان کے قائل ہیں تو اس کے لئے انہوں نے کوئی خاص وقت معین نہیں کیا ہے۔ اس لئے اس قسم کے فیصلوں میں کچھ وقت لگ جاتا ہے۔

حدود کے نفاذ میں ایک دشواری یہ ہے کہ جو پیمانہ شہادت شریعت نے مختلف حدود کے لئے مقرر کیا ہے اس پر پورا عمل کرنا خاصا مشکل ہے مثلاً زنا کی حد نافذ کرنے کے لئے چار چشم دید گواہ ضروری ہیں جن کا آج کل کی سوسائٹی میں مہیا ہونا بہت مشکل ہے، خاص طور پر ہماری سوسائٹی میں جس میں نہ تو لوگ کسی جرم کا اقرار کرتے ہیں اور نہ کسی جرم کو دیکھ کر اس کی صحیح گواہی دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگوں میں جھوٹ اتنا عام ہو چکا ہے کہ مدعی اور گواہ اکثر جھوٹ بولتے ہیں۔ اس لئے عدالت آج تک کسی حد کی سزا کو نافذ نہیں کر سکی۔

آخر میں یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ قانونی مسائل کی تحقیق کے لئے عدالت کی لائبریری میں

اندرون ملک اور بیرون ملک سے قرآن کریم کی تفاسیر اور احادیث کی کتابیں اور ان کی شروح اور تمام فقہوں کی بنیادی کتابیں اور جدید کتابیں جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس لائبریری میں ہر نقطۂ نظر کے فقہ کی تقریباً تمام اہم کتابیں موجود ہیں۔ جن میں تقریباً ہر مسئلہ آسانی سے مل جاتا ہے اور اس پر آسانی کے ساتھ تحقیق ہو سکتی ہے۔ اس لائبریری کے لئے شریعت اسلامی کی کتابوں کے علاوہ دیگر جدید قوانین کی کتابیں بھی خریدی گئی ہیں تاکہ ہر مقدمہ میں ہر لحاظ سے پوری طرح تحقیق کی جا سکے۔

زکوٰۃ انتظامیہ

۱- اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۖ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ .....

ترجمہ زکوٰۃ محتاجوں اور غربا کے لئے ہے اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور مولفۃ القلوب کے لئے اور گردنیں چھڑانے کے لئے اور قرضداروں کے لئے ، مسافروں کے لئے یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ فریضہ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

سورۃ توبہ آیت ۶۰

۲- ازروئے اسلام اللہ قادر مطلق ہی تمام کائنات . بشمول انسان کا خالق و مالک ہے ۔ انسان زندگی کے بارے میں اپنے رویوں اور نقطہ ہائے نظر کے انتخاب کے سلسلے میں آزاد ہونے کے باوجود اپنے اعمال کے لئے جواب دہ ہے اور چونکہ جوابدہی کا اسلامی تصور اخلاقی سطح تک محدود نہیں بلکہ اس کی مذہبی حیثیت بھی ہے اس لئے مسلمان اپنے انفرادی کردار کے علاوہ اپنے معاشرتی کردار کے لئے بھی جواب دہ ہے ۔

۳- اسلام اس بات کا مخالف ہے کہ دولت چند افراد کے ہاتھوں میں جمع ہوتی رہے اور اس امر کا متقاضی ہے کہ لوگ اپنی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے کم خوش نصیب لوگوں کی ضروریات پوری کرنے میں بھی اپنی دولت صرف کریں ۔ سورۃ توبہ کی مندرجہ بالا آیت میں صدقات کا جو نظام بیان کیا گیا ہے وہی اس مقصد کے حصول کا سب سے مفید ذریعہ ہے ۔ زکوٰۃ کے معنی تزکیہ اور افزائش کے ہیں ۔

۴- زکوٰۃ کی تنفیذ یعنی اس کی تحصیل اور تقسیم کا کام بطور ایک مذہبی فریضہ کے ۹-۱۰ ہجری میں شروع ہوا اور اب تک جاری ہے ، حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز (۱۰۱ھ) کے زمانے میں تمام آبادی اس قدر خوشحال ہو چکی تھی کہ

ایسا شخص نہیں ملتا تھا جو از روئے شریعت زکوٰۃ کا مستحق ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ سے ضرورت مندوں اور غربا کی بنیادی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ پاکستان میں موجودہ حکومت نے زمام اقتدار سنبھالتے ہی قانونی ڈھانچے کے اندر نظام زکوٰۃ کا آغاز کر دیا۔ جس میں مسلمانوں کی اکثریت زکوٰۃ لینے یا دینے والوں کی حیثیت میں شامل ہے۔

آیۂ کریمہ:۔ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ

۱۰ر فروری ۱۹۷۹ء کو زکوٰۃ اور عشر کے حکم کا مسودہ عوامی تبصرہ کے لئے شائع کیا گیا۔ ۲۴ر جون ۱۹۷۹ء کو زکوٰۃ اور عشر (تنظیم) کا آرڈیننس ۱۹۷۹ء جاری کیا گیا جس کے تحت پانچ مدارج یعنی مرکزی، صوبائی، ضلعی، تحصیل اور مقامی سطحوں میں منقسم تنظیم قائم کی گئی۔ ایک مرکزی اور چار صوبائی کونسلیں، ۶۵ ضلعی، ۲۸۲ تحصیل یا تعلقہ کمیٹیاں اور ۳۲۰۰۰ سے زائد لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں قائم کی گئیں جن کے اراکین کی تعداد اندازاً ڈھائی لاکھ ہے۔

۵۔ ۲۰ر جون ۱۹۸۰ء (۶ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ) کو صدر پاکستان نے زکوٰۃ اور عشر کے بارے میں ایک قانون یعنی زکوٰۃ و عشر آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۰ء نافذ کیا۔ عشر کے سوا آرڈیننس کی باقی تمام دفعات اسی تاریخ سے نافذ العمل ہو گئیں۔ آرڈیننس کی رو سے تمام قابل ادائیگی زکوٰۃ اثاثوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

(الف) ایسے اثاثے جن سے براہ راست زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ اور (ب) ایسے اثاثے جن کے مالک کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ زکوٰۃ یا تو کسی زکوٰۃ فنڈ کو ادا کرے یا کسی ایسے فرد کو دے جو از روئے شریعت زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے۔

۶۔ ایسے قابل ادائیگی اثاثوں جن سے زکوٰۃ لازمی طور پر براہ راست منہا کی جائے گی، کا ذکر زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۰ء کی جدول اوّل میں کیا گیا ہے۔ یہ ایسے مالی اثاثے ہیں جن کا مالک انہیں بھنانے یا ان پر منافع حاصل کرنے کے سلسلے میں کسی معروف ادارے سے لین دین کرتا ہے۔

۷۔ ایسے قابل ادائیگی زکوٰۃ اثاثے جن کا ذکر جدول اوّل میں نہیں انہیں جدول دوئم میں بیان کیا گیا ہے۔

۸۔ قانون زکوٰۃ کے تحت پانچ درجوں میں منقسم تنظیم زکوٰۃ تشکیل دی گئی جس کا حوالہ پہلے بھی دیا جا چکا ہے۔ قومی سطح پر ۱۶ اراکین پر مشتمل مرکزی زکوٰۃ کونسل ہے۔ اس کا سربراہ عدالت عظمیٰ کا ایک جج ہے اور اس کے اراکین میں مصدقہ علمیت اور تقویٰ کے حامل تین علماء بھی شامل ہیں۔ مرکزی زکوٰۃ کونسل ملک بھر کی زکوٰۃ اور عشر کونسلوں اور کمیٹیوں کو حکمت عملی کے رہنما خطوط مہیا کرنے کے علاوہ ان کے کام کی نگرانی کرتی ہے

۹۔ چاروں صوبوں میں ایک ایک صوبائی زکوٰۃ کونسل ہے جس کے بشمول چیئرمین دس اراکین ہوتے ہیں چیئرمین عدالت عالیہ کا جج یا سابق جج ہوتا ہے اور باقی اراکین میں تین معروف علماء بھی شامل ہوتے ہیں۔ صوبائی زکوٰۃ کونسل اپنے دائرہ اختیار میں واقع زکوٰۃ اور عشر کمیٹیوں کی رہنمائی اور اُن کے کام کی نگرانی کرتی ہے

۱۰۔ ہر ضلع میں ایک ضلعی زکوٰۃ کمیٹی ہے۔ ملک بھر میں پینسٹھ ضلعی زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کا چیئرمین صوبائی زکوٰۃ کونسل کا نامزد کردہ ایک غیر سرکاری شخص ہوتا ہے۔ چیئرمین کی تقرری کے بعد صوبائی زکوٰۃ کونسل اس کے مشورہ سے دیگر غیر سرکاری اراکین نامزد کرتی ہے ان اراکین کے علاوہ ڈپٹی کمشنر اور ضلعی کونسل کا اپنے اراکین میں سے نامزد ایک شخص بھی ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کے اراکین ہوتے ہیں ۔

۱۱۔ ہر تحصیل / تعلقہ میں ایک تحصیل / تعلقہ زکوٰۃ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ ان کمیٹیوں کی کل تعداد دوسو بیاسی ہے۔ تحصیل / تعلقہ کمیٹی کے چھ اراکین کا چناؤ تحصیل / تعلقہ کی لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین اپنے ساتھیوں میں سے کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں تحصیل / تعلقہ کا اسسٹنٹ کمشنر، تحصیلدار، مختار اور تحصیل / تعلقہ کونسل کا اپنے اراکین میں سے نامزد ایک شخص بھی کمیٹی کے اراکین میں شامل ہوتے ہیں یہ اراکین اپنے کسی ساتھی کو چیئرمین منتخب کرتے ہیں ۔

۱۲۔ ضلعی اور تحصیل / تعلقہ زکوٰۃ کمیٹیوں کا کام اپنے متعلقہ دائرہ ہائے کار میں واقع لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کی کارکردگی کی عمومی دیکھ بھال کرنا ہے ۔

۱۳۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹی تنظیم زکوٰۃ کے سب سے نچلے درجے پر ہوتی ہے۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹی دیہی علاقہ میں ایک یا دو ہزار آبادی کے گاؤں یا شہری علاقہ میں تقریباً پانچ ہزار کی آبادی کے حلقہ کے لئے ہوتی ہے ملک بھر میں ۳۲،۰۷۰ لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں جن کی تقسیم درج ذیل طریقے پر کی گئی ہے ۔

	تعداد
پنجاب	۲۰،۳۱۱
سندھ	۶،۷۴۴
شمال مغربی سرحدی صوبہ	۳،۱۸۳
بلوچستان	۱،۷۷۱
اسلام آباد وفاقی دارالحکومت کا علاقہ	۶۱
کل تعداد	۳۲،۰۷۰

۱۴- لوکل زکوٰۃ کمیٹی کے سات اراکین ہوتے ہیں۔ جو سب کے سب غیر سرکاری ہونے کے علاوہ حلقہ کی بالغ مسلم آبادی کے منتخب کردہ ہوتے ہیں، آٹھواں رکن متعلقہ یونین کونسل کا اپنے اراکین میں سے نامزد ہوتا ہے۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹی کے اراکین اپنے کسی ساتھی کو چیرمین منتخب کرتے ہیں۔ تنظیم زکوٰۃ میں لوکل زکوٰۃ کمیٹی سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ مستحق افراد میں زکوٰۃ کی تقسیم عموماً اسی سطح پر کی جاتی ہے۔ عشر سے متعلق قانونی دفعات کے نفاذ کے بعد عشر کا تعین اور وصولیابی بھی لوکل زکوٰۃ کمیٹی کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ہوگی ۔

۱۵- یہ امر بھی توجہ طلب ہے کہ نوکر شاہی کا اس تنظیم میں کوئی دخل نہیں رکھا گیا۔ مرکزی زکوٰۃ کا سربراہ عدالتِ عظمیٰ کا جج، صوبائی زکوٰۃ کونسلوں کے سربراہ متعلقہ عدالت ہائے عالیہ کے جج اور تما
کمیٹیوں کے سربراہ غیر سرکاری افراد ہیں۔ جو نامزد یا منتخب ہوتے ہیں سرکاری ملازمین جہاں کہیں بھی بطور رکن متعین کئے گئے ہیں ان کا کام مدد اور خدمت کرنا ہے۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں جو سب سے زیادہ اہم ہیں سطح پر کوئی سرکاری ملازم رکن نہیں ہوتا۔ اور سب انتظام غیر سرکاری افراد کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ تنظیم زکوٰۃ سے قبل کوئی ادارہ بھی اتنی عوامی سطح پر نہیں پہنچ پایا ۔

۱۶- زکوٰۃ انتظامیہ کے مختلف درجوں کی درست کارکردگی کے لئے مرکزی زکوٰۃ کونسل نے قانونِ زکوٰۃ کے تحت ضروری قوانین وضع کر دیئے ہیں۔ صوبائی زکوٰۃ کونسلوں نے بھی مرکزی زکوٰۃ کونسل کی منظوری سے ایسے ہی قوانین وضع کئے ہیں۔ مرکزی زکوٰۃ کونسل نے عشر تعین اور وصولیابی کے مسودہ قانون کی منظوری دے دی ہے۔ عشر سے متعلق قانون کے نافذ العمل ہو جانے کے بعد ان ضوابط کا اعلان بھی کر دیا جائے گا۔

۱۷- مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ نے ایک ماہنامہ "الذکوٰۃ" جاری کیا ہے اس کے کئی شمارے نکل چکے ہیں اور ملک بھر کی زکوٰۃ کمیٹیوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ ہر صوبہ کی زکوٰۃ انتظامیہ بھی اپنا اپنا سہ ماہی مجلّہ شائع کرتی ہے ۔

۱۸- قانون کے تحت تین قسم کے زکوٰۃ فنڈز قائم کئے گئے ہیں۔ مرکزی زکوٰۃ فنڈ، صوبائی زکوٰۃ فنڈ اور لوکل زکوٰۃ فنڈز۔ ایڈمنسٹریٹر جنرل زکوٰۃ، مرکزی زکوٰۃ کونسل کی ہدایات کے تحت مرکزی زکوٰۃ فنڈ کا انتظام و انصرام کرتا ہے۔ مرکزی زکوٰۃ فنڈ کا بڑا حصہ جبری طور پر منہا شدہ زکوٰۃ سے آتا ہے۔ مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے رقوم صوبائی زکوٰۃ فنڈز کو منتقل کی جاتی ہیں۔ جہاں سے کچھ حصہ تو صوبائی زکوٰۃ کونسلیں خرچ کرتی ہیں اور

باقی رقوم لوکل زکوٰۃ فنڈز کو منتقل کر دی جاتی ہیں۔ قومی حیثیت کے حامل اداروں کی وساطت سے مستحقین زکوٰۃ کو ادائیگی بھی مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے کی جاتی ہے۔ یہ فنڈ بنک دولت پاکستان میں رکھاجاتا ہے اور تمام دوسری سرکاری رقومات سے علیحدہ کھاتے کے تحت ہوتا ہے۔

۱۹۔ صوبائی زکوٰۃ فنڈ میں جمع شدہ رقوم کا زیادہ حصہ مرکزی زکوٰۃ فنڈ سے منتقل ہوتا ہے۔ صوبائی زکوٰۃ کونسلیں اپنے کھاتے بنک دولت پاکستان میں سرکاری رقومات سے جُدا رکھتی ہیں۔ صوبائی زکوٰۃ فنڈز کے کھاتوں کو متعلقہ چیف ایڈمنسٹریٹر زکوٰۃ صوبائی زکوٰۃ کونسل کی ہدایات کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔

۲۰۔ ہر لوکل زکوٰۃ کمیٹی کے لئے ایک لوکل زکوٰۃ فنڈ ہوتا ہے جسے وہ قومیائے گئے بنکوں میں کسی ایک کی نزدیکی شاخ میں شراکتی سیونگ اکاؤنٹ میں رکھتی ہے۔

۲۱۔ ازروئے شریعت عمال زکوٰۃ کے انتظامی اخراجات کی ادائیگی اموال زکوٰۃ سے جائز ہے مگر غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کرنے اور اُن کی اعانت کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل فراہم کرنے کی غرض سے مرکزی زکوٰۃ کونسل کے تمام انتظامی اخراجات وفاقی حکومت برداشت کرتی ہے۔ اسی طرح صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ، ضلعی زکوٰۃ کمیٹی اور تحصیل / تعلقہ زکوٰۃ کمیٹی کے انتظامی مصارف متعلقہ صوبائی حکومت برداشت کرتی ہے صرف لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کے انتظامی مصارف کی ادائیگی لوکل زکوٰۃ فنڈ سے کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ ادائیگی لوکل زکوٰۃ کمیٹی کی سالانہ آمدن کے دس فیصد سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔

۲۲۔ ملک بھر میں بتیس ہزار سے زائد لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں ہر کمیٹی کا لوکل زکوٰۃ فنڈ ہے اور اس فنڈ سے لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں مستحقین کو براہ راست ادائیگی کرتی ہیں۔ ان لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کی آمدن اور ادائیگیوں کو یکجا کرنا انتہائی مشکل کام ہے۔ مگر اس مقصد کے لئے ایک نہایت سادہ، عام فہم اور سہل العمل طریقہ کار رکھا گیا ہے۔ ہر تین ماہ بعد ہر لوکل زکوٰۃ کمیٹی اپنے مجموعی حسابات ایک صفحے کے گوشوارے میں پیش کرتی ہے۔ جس میں آمدن و خرچ کی مختصر روداد ہوتی ہے۔ تمام لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کے حسابات کو تحصیل تعلقہ، ضلعی اور صوبائی سطح پر کمپیوٹر کے ذریعہ جمع کیا جاتا ہے۔

۲۳۔ یہ ایک انتہائی تسکین دہ امر ہے کہ عوام میں سے اڑھائی لاکھ سے زائد افراد اعزازی طور پر مختلف کمیٹیوں کے اراکین کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں کے اراکین جو خدمات فی سبیل اللہ انجام دے رہے ہیں وہ بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ نظامِ اسلام کے لئے عوامی خواہش کی یہ ایک

مثبت علامت ہے۔

۲۴۔ اموالِ زکوٰۃ ایک مقدس امانت ہیں۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کا شایانِ شان طریقے پر بندوبست کرنے کے لئے نہ صرف مناسب روک تھام کے ساتھ جانچ پڑتال کے طریقہ ہائے کار وضع کئے گئے ہیں بلکہ آڈیٹر جنرل، پیشہ ور آڈیٹران، یا اُن لوگوں کے ذریعے جنہیں اس مقصد کے لئے مناسب تصور کیا گیا ہو۔ ان حسابات کی تنقیح بشمول ملکیتی تنقیح بھی کی جاتی ہے اور ان تنقیحی رپورٹوں کا قومی صوبائی اور ضلعی سطح پر عوام کے نمائندوں کے سامنے پیش کیا جانا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

۲۵۔ آرڈیننس کی جدول اوّل میں بیان کردہ گیارہ اقسام کے اثاثوں کی جبری منہائی کا کام زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء اور زکوٰۃ (منہائی اور واگزاشت) رولز ۱۹۸۱ء کے تحت بنک، نے، قومی بچت کے مراکز اور دوسرے ادارے کرتے ہیں۔

۲۶۔ آرڈیننس کی جدول اوّل میں درج چودہ قسم کے اثاثوں سے جو زکوٰۃ کی رقم مرکزی زکوٰۃ فنڈ میں جمع ہوئی اس کی تفصیل پہلے سال یعنی ۲۰ جون ۱۹۸۰ء سے ۳۰ جون ۱۹۸۱ء تک کے لئے یوں ہے

		(ملین روپے)
۱۔	سیونگ بینک کھاتے	۶۱۷ء۵۰
۲۔	نوٹس ڈیپازٹ رسیدات اور اکاؤنٹ	۷۰ء۸۹
۳۔	فکسڈ ڈیپازٹ سرٹیفکیٹ اور اکاؤنٹ	۷۶ء۰۴
۴۔	سیونگز ڈیپازٹ سرٹیفکیٹ اور اکاؤنٹ	۲۲ء۸۹
۵۔	این۔آئی۔ٹی یونٹ	۱۹ء۶۴
۶۔	آئی۔سی۔پی میوچل فنڈ سرٹیفکیٹ	۱ء۹۰
۷۔	سرکاری سیکورٹیز	۱ء۰۰
۸۔	کمپنیوں میں حصص	۲۵ء۱۰
۹۔	سالانہ وظائف	۰ء۰۴
۱۰۔	زندگی کے بیمہ کی پالیسیاں	۲ء۹۹
۱۱	پراویڈنٹ فنڈ بیلنس	۵ء۵۱
	میزان	۸۱۳ء۵۰

۱۰ء۴۴ ملین روپوں کی مزید رقم رضاکارانہ بنیاد پر ادا کی جانے والی زکوٰۃ کے طور پر مرکزی زکوٰۃ فنڈ میں جمع ہوئی۔

۲۷۔ زکوٰۃ کی رقم منہا کرنے کے لئے ۳۹ بڑی زکوٰۃ ڈیڈکشن کنٹرولنگ ایجنسیاں ہیں مثلاً قومیائے گئے شیڈول بینک، کوآپریٹو بینک، پاکستان میں کاروبار کرنے والے غیر ملکی بینک، ڈاکخانہ جات کے ڈائریکٹر جنرل کا دفتر، قومی بچت کا ڈائریکٹریٹ، اور مالیاتی اور سرمایہ کاری کے خصوصی ادارے۔ ان ایجنسیوں کے تحت زکوٰۃ کی رقم منہا کرنے والے ۱۴۱۱۹ دفتر ہیں جو اثاثوں سے زکوٰۃ کی رقم منہا کرنے کا کام کرتے ہیں

۲۸۔ زکوٰۃ کی رقم کی منہائی، جمع کرنے، واگذاشت، تقسیم اور تنقیح کا نظام بنیادی طور پر اعتماد پر قائم ہے یعنی پاکستانی مسلمانوں پر یہ اعتماد کہ وہ زکوٰۃ سے متعلق اپنے فرائض رضا و رغبت اور دیانتداری سے انجام دینا چاہتے ہیں۔ تاہم ذمہ داری کا تعین کرنے کے لئے سادہ طریق کار وضع کئے گئے ہیں اور صرف اس طرح زکوٰۃ کی رقم کو چودہ ہزار مختلف جگہوں سے اثاثوں پر سے منہا کرنے کے بعد آسانی سے اور بغیر کسی خرچ کے مرکزی زکوٰۃ فنڈ تک پہنچانا ممکن ہوا ہے۔

۲۹۔ زکوٰۃ لازمی بنیادوں پر گیارہ قسم کے مذکورہ بالا خاص اثاثوں پر سے منہا کی جاتی ہے۔ باقی ماندہ اثاثوں کے سلسلے میں صاحب نصاب کو خود زکوٰۃ کا حساب لگانا پڑتا ہے اور وہ یہ رقم کسی مستحق کو براہ راست ادا کرکے یا کسی زکوٰۃ فنڈ میں جمع کرکے اپنے فریضے سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ صاحب نصاب اپنی زکوٰۃ کی رقم مستحقین میں براہ راست تقسیم کر دینے کا قانوناً مجاز ہے لیکن اسے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اس رقم کو کسی زکوٰۃ فنڈ میں جمع کرا دے جہاں یہ رقم ایک منظم طریقے سے مستحقین کی آبادکاری کے لئے استعمال کی جائے گی۔ رضاکارانہ طور پر ادا کی جانے والی زکوٰۃ کی یہ رقم پاکستان میں کام کرنے والے بینکوں کی کسی شاخ کسی ڈاکخانہ، نیشنل سیونگز سنٹر یا کسی بھی ایسے ادارے میں جمع کرائی جا سکتی ہے جو ڈپازٹ وصول کرنے یا رکھنے کا مجاز ہو۔

۳۰۔ شخصی رابطے، مساجد اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ لوگوں میں رضاکارانہ طور پر زکوٰۃ دینے کا جذبہ پیدا ہو تاکہ یہ رقم عوام کی مجموعی بہبود کے لئے استعمال کی جا سکے۔ زکوٰۃ کے نفاذ کے پہلے سال میں صوبوں سے ۱۱۴۴ ملین روپے رضاکارانہ بنیاد پر وصول ہوئے۔ اگر سب لوگ

اپنی پوری زکوٰۃ ادا کرنا شروع کردیں تو یہ رقم بہت زیادہ ہو جائے گی۔

۳۱۔ زکوٰۃ کے معاشرتی اقتصادی اثرات مستحق افراد کو دی گئی ان رقوم کی تفصیلات سے معلوم ہو سکتے ہیں جو یا تو لوکل زکوٰۃ کمیٹی کے ذریعہ بلاواسطہ ادا کی گئیں یا دینی مدارس، پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں یا ہسپتالوں وغیرہ میں خرچ کی گئیں زکوٰۃ کے نفاذ کے پہلے سال میں دس لاکھ مستحقین کو لوکل زکوٰۃ کمیٹیوں نے براہِ راست ادائیگی کی اور اسی عرصہ میں ایک لاکھ تیس ہزار افراد کو اداروں کے توسط سے امداد دی گئی۔ اس کے علاوہ پانچ ہزار سے زائد افراد کو مالی اور مادی امداد فراہم کی گئی تاکہ وہ چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر کے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو سکیں۔ تقریباً چار ہزار بیواؤں میں سلائی کی مشینیں تقسیم کی گئیں اور پانچ سو مستحق یتیم بچیوں کے جہیز اور شادی کے اخراجات کے سلسلے میں مدد کی گئی۔

۳۲۔ اس بات کی اہمیت کو محسوس کیا گیا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے مستحقین کو کوئی ہنر یا پیشہ سکھا کر کسی منافع بخش روزگار حاصل کرنے کے قابل بنانا ایک پسندیدہ امر ہے۔ اس بات کی اہمیت کو بھی محسوس کیا گیا ہے کہ اگر ان رقوم کو ہنر اور پیشے سکھانے والے اداروں کے ذریعے استعمال کیا جائے تو اُن کی مقصدیت بڑھ جائے گی۔ اس مقصد کے لئے مرکزی حکومت نے ایک قومی زکوٰۃ فاؤنڈیشن قائم کی ہے جس کے لئے شروع میں دس کروڑ روپے کی گرانٹ مختص کی گئی ہے یہ فاؤنڈیشن نئے ادارے قائم کرنے کے علاوہ اُن موجودہ اداروں کی بھی مدد کرے گی جو مستحقین زکوٰۃ کی خدمت کا فریضہ انجام دیتے ہیں یہ فاؤنڈیشن ان اداروں کے ایسے اخراجات پورے کرے گی جن پر ازروئے شریعت زکوٰۃ کی رقم صرف نہیں کی جا سکتی۔ تاہم جو اخراجات زکوٰۃ کی رقوم سے پورے کیے جا سکتے ہیں۔ ان پر زکوٰۃ ہی کی رقم خرچ کی جائے گی۔

۳۳۔ یہ بات بھی محسوس کی گئی ہے کہ گداگری کے انسداد میں زکوٰۃ اپنا مناسب کردار ادا کر سکتی ہے اور اسے کرنا بھی چاہیئے۔ وہ مستحقین زکوٰۃ جو زیادتی عمر یا کسی دوسرے عارضے کی وجہ سے کوئی منافع بخش کام نہیں سیکھ سکتے۔ ان کو زکوٰۃ کی رقم سے ضروری مدد فراہم کی جائے گی۔ جو لوگ کوئی منافع بخش پیشہ سیکھ سکتے ہیں لیکن ایسا کرنا نہیں چاہتے۔ ان سے انسداد گداگری کے قانون کے تحت جو آج کل وضع ہو رہا ہے۔ سختی کے ساتھ نمٹا جائے گا۔

۳۴۔ پاکستان میں زکوٰۃ کے نفاذ کا ایک سال کامیابی کے ساتھ مکمل ہو چکا ہے اور دوسرا شروع ہے۔ لوگوں میں اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی خواہش زکوٰۃ کو بطور ایک ادارہ اور اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کے لئے ایک ریاستی حکمت عملی کے گہری تقویت پہنچائے گی۔ (ترجمہ محمد نعیم)

جامعہ اسلامیہ

۱ مقاصد

اسلامک یونیورسٹی (جامعہ اسلامیہ) آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۰ء کی نظری اور فلسفیانہ بنیادوں کی روشنی میں جامعہ اسلامیہ کے مندرجہ ذیل مقاصد قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ علوم اسلامیہ، انسانی، عمرانی اور تجرباتی علوم کی تعلیم اور مناسب تربیت فراہم کرنا۔

۲۔ اُمت اسلامیہ کو پیش آنے والے معاصر مسائل و مشکلات کے اسلامی حل کے لئے تحقیقی کام کا آغاز اور فروغ اور جدید تحقیق کی توضیح و تشریح اور اس سلسلہ میں مخصوص موضوعات پر علمی و عملی تربیت کا انتظام کرنا۔

۳۔ علماء، بیرون ملک کے اساتذہ، اور محققین کے لئے مشاورت، تحقیق، اور تبادلہ خیالات کے مناسب مواقع فراہم کرنا۔

۴۔ اسلامی شخصیت کی نشوونما کے لئے طریقے اور وسائل وضع کرنا اور اساتذہ، اراکین عملہ اور طلباء میں مثالی اسلامی اطوار و اخلاق، اسلامی اقدار اور اسلامی اخوت کی ترویج کرنا۔

۵۔ جامعہ اسلامیہ کے مختلف شعبوں میں درس و تدریس اور تحقیقی کام کے نتیجہ میں مرتب ہونے والے علمی مواد اور نتائج تحقیق کو مناسب طور پر نشر و طبع کرانے کے ضروری انتظامات کرنا۔

۲۔ خصوصی خدوخال

جامعہ اسلامیہ مسلمان علماء کی اس نیک خواہش اور تمنا کا مظہر ہے کہ جغرافیائی حدود سے بے نیاز ہو کر ساری اُمت مسلمہ کے لئے ایک منفرد جامعہ قائم کی جائے۔ اس کا مستقر گو پاکستان ہے مگر یہ ساری اُمت مسلمہ کی خدمت کی ذمہ دار ہے۔ یہ اپنی قسم کی پہلی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ہے۔ اس کا بین الاقوامی

کردار نہ صرف اساتذہ بلکہ طالب علموں میں بھی نمایاں ہوگا۔ ہمیں امید واثق ہے کہ اس یونیورسٹی کی حکمت و دانش اس یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلباء کے ذریعے ساری دنیا میں ضیا بار ہوگی۔

یونیورسٹی کے تعلیمی اور تربیتی پروگرام وضع کرتے وقت اس بات کا خاص لحاظ رکھا جائے گا کہ یہاں ایسے راسخ العقیدہ مرد و زن تربیت پائیں کہ وہ اُمت مسلمہ کو درپیش مسائل کے حل میں ممد و معاون ثابت ہو سکیں۔

یونیورسٹی میں اسلامی تعلیمات کے پیش نظر طالبات کے لئے علیحدہ سیکشن قائم کیا گیا ہے اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ مستقبل میں طالبات کا سیکشن مزید ترقی کر کے وسعت اختیار کرے گا اور ہماری طالبات اسلامی علوم میں تخصص حاصل کر سکیں گی۔ یونیورسٹی کا یہ اقدام اور اعلیٰ سطح پر غیر مخلوط تعلیم ملک میں اسلامیت کے قیام کے سلسلہ میں ایک انتہائی اہم سنگ میل ہے۔

یونیورسٹی کے نصاب میں یہ سعی کی گئی ہے کہ روایتی دینی تعلیم کو جدید تحقیقات اکتشافات اور علوم کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے اور اس عمل میں کتاب و سنت پر مبنی اسلامی عقائد کسوٹی کا کام کریں۔

۳۔ زیر کار منصوبے

مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے یونیورسٹی نے تعلیم، پیشہ وارانہ تربیت، تحقیق اور معاشرے اور قوم کی بہتری کے لئے اسلامی رہنمائی کے مختلف پروگراموں کا آغاز کر دیا ہے۔ ان پروگراموں کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ پیشہ ورانہ تعلیم

۲۔ پیشہ ورانہ تربیت

۳۔ اسلامی تحقیق

۴۔ معاشرے میں اسلامی شعور کی ترویج

(و) تعلیمی پروگرام

جامعہ اسلامیہ کے موجودہ تعلیمی پروگرام حسب ذیل ہیں۔

۱ - شریعت و قانون متداول

۲ - دعوت و اصولِ دین

۳ - عمرانی علوم (فی الحال) اقتصادیات

ہم یقین رکھتے ہیں کہ نفاذ اسلام کا عمل اس وقت تک مؤثر طور پر ظہور پذیر نہیں ہو سکتا جب تک کہ مناسب تربیت کے ذریعہ ایسے افراد تیار نہ کیے جائیں جو اسلام سے پوری وابستگی رکھتے ہوں، مسائل کے اسلامی حل کو نافذ العمل کرنے کے اہل ہوں، اسلامی اصولوں پر پورا پورا عبور رکھتے ہوں اور ان اصولوں کی روشنی میں مسائل زندگی کا حل معلوم کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جامعہ اسلامیہ نے فی الحال مندرجہ ذیل نصابی پروگرام شروع کئے ہیں۔

۱ - بی اے آنرز، ایل ایل بی، ایل ایل ایم شریعہ

۲ - بی اے آنرز، ایم اے دعوۃ و اصول الدین

۳ - بی اے آنرز اسلامی اقتصادیات

ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے فارغ التحصیل طالب علم اسلامی علوم سے آگاہی، عربی اور انگریزی زبانوں پر عبور اور عمرانی علوم سے متعلق جدید اکتشافات سے متعارف اور معاشرتی مسائل اور ان کے حل کے وسائل سے آگاہ ہونے کے باعث مسائل کے اسلامی حل نافذ العمل کرنے میں دوسروں کی نسبت بدرجہ اتم اہل ثابت ہوں گے اور اس علمی تناظر کے پیش نظر ان کا تعلیمی، انتظامی اور تحقیقی شعبوں میں تقرر کیا جا سکے گا۔

(ب) پیشہ ورانہ تربیت

ظاہر ہے یہ کام کرنے کے اہل اشخاص ایک دم تیار کرنا ممکن نہیں۔ ابھی یونیورسٹی نشو و نما کے ابتدائی مراحل طے کر رہی ہے۔ البتہ چند سالوں میں جب یہاں کے طالب علم اپنے نصاب کی تکمیل کر لیں گے تو انہیں مختلف ذمہ داریاں سونپنا ممکن ہو گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرے میں موجود پیشہ ور افراد کی تربیت نو کے لئے مختصر مدت کے تربیتی پروگرام وضع کئے جائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے

اور خاص طور پر قوانین کو اسلامی بنانے کے لئے جامعہ اسلامیہ ہر سہ ماہی کے دوران شریعت اور قانونی پیشہ کے لئے تربیتی کورس کا اہتمام کرتی ہے جس میں جج صاحبان (ضلعی عدالتوں کے جج) سرکاری افسر اور قانون کے نفاذ کے ذمہ دار عمال حصہ لیتے ہیں

ہمیں امید ہے کہ جلد ہی اماموں، قاریوں اور اسلامیات کے اساتذہ کی جو دوسری پاکستانی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں مصروف خدمت ہیں تربیت کے لئے ایسے ہی پروگرام وضع کئے جائینگے

اب تک ضلعی عدالتوں کے ججوں، سرکاری ملازموں اور پولیس کے حکام کے لئے پانچ تربیتی پروگرام پیش کئے جا چکے ہیں

(ج) اسلامی تحقیق

ہماری کوشش ہے کہ ادارہ تحقیقات اسلامی میں تحقیق و اشاعت کو ایک نئی نہج اور اس کے دائرہ تحقیق کو نئی وسعت دی جائے۔ روائتی مشرقی انداز تحقیق کی بجائے اُمت مسلمہ بلکہ بنی نوع انسان کو درپیش ہمعصر مسائل کو موضوع تحقیق بنایا جائے اور ان مسائل کے حل پیش کئے جائیں۔ جامعہ اسلامیہ کے شعبۂ اقتصادیات میں اقتصادیات اسلامی پر تحقیقی کام شروع ہو چکا ہے اور ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ کے اشتراک عمل سے ایک کتاب بعنوان "مسائل کا جائزہ اور اقتصادیات اسلامی زر و مالیات پر تحقیقی پروگرام" شائع ہو چکی ہے۔ اس شعبے کے تحقیقی کام کو معاشرے کی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے بین الاقوامی مذاکرے اور اسلامی اقتصادی کانفرنس کے لئے متعدد جلدوں میں مضامین اور تحقیقی مقالے تیار کئے گئے ہیں۔ یہ کانفرنس مارچ ۱۹۸۳ء میں اسلام آباد میں منعقد کرائی گئی ہے۔

(د) معاشرے میں اسلامی شعور کی ترویج

جامعہ اسلامیہ کو معاشرے میں اسلامی شعور پیدا کرنے کے لئے ایک خاص کردار ادا کرنا ہے۔ اسلامی طرز فکر کو تیز تر کرنے کے لئے ہم نے مندرجہ ذیل پروگرام وضع کیا ہے۔

۱۔ مفاد ملّت کے لئے توسیعی تقاریر

جامعہ کے اساتذہ اور بیرونی علماء کے تعاون سے ماہانہ تقاریر کا ایک سلسلہ جاری ہے جس کا انتظام جامعہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ ان تقاریر میں مخصوص اور مربوط اسلامی عنوانات کو موضوع سخن بنایا جاتا ہے چند مجوزہ عنوانات درج ذیل ہیں۔

(i) ۔ معاشرتی انقلاب میں اسلام کا کردار ۔

(ii) ۔ اسلام اور اقتصادی ترقی۔ اسلامی اقتصادی ماڈل کے خدوخال ۔

(iii) ۔ اسلامی معاشرتی نظام میں مرد و عورت کا کردار ۔

(iv) ۔ ہمعصر تاریخ میں اسلام اور قومی آزادی کی تحریکیں ۔

(v) ۔ اسلامی معاشرتی نظام کے اصول ۔

(vi) ۔ قوانین کی اسلامی تشکیل مسائل اور ممکنہ حل ۔

(vii) ۔ ہمعصر سیاسی نظام میں شوریٰ اور اس کی ترویج و ترقی ۔

(viii) ۔ اسلامی نفسیات کیوں اور کیسے ؟

(iv) ۔ اسلام اور ریاست۔ اسلامی نظام کے لئے متبادل سیاسی نظریے ۔

(x) ۔ اسلامی قانون، روایت اور انقلاب ۔

(xi) ۔ موجودہ معاشرتی قباحتوں۔ عائلی مسائل بے راہ روی۔ جرائم اور معاشرتی عدم مساوات کے لئے اسلامی حل ۔

(xii) ۔ اسلام میں تصوف کا مقام ۔

(xiii) ۔ اسلام اور معاشرتی رسم و رواج و روایات ۔

(xiv) ۔ اسلامی معاشرتی اخلاق ۔

(xv) ۔ بنکاری کی اسلامی تشکیل نو ۔

ہم نے جمعہ کی مقصدیت کو پیش نظر رکھ کر ایک نیا تصور پیش کیا ہے۔ ہم اپنے اساتذہ میں کسی ایک کو خطبہ جمعہ دینے کی دعوت دیتے ہیں جس کا مضمون ہمارے کسی قومی مسئلے سے متعلق ہوتا ہے۔ مضمون خطبہ کو اخبارات کے ذریعے پہلے سے مشتہر کر دیا جاتا ہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد خطبہ پر بحث ہوتی ہے۔ نمازیوں کو متعلقہ سوالات پوچھنے اور بحث میں حصہ لینے کا موقعہ ملتا ہے جو ان کے اسلامی علم اور ترقی شعور میں ممد ہوتا ہے۔

۳۔ ممتاز علماء کی تقاریر

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے تعاون سے جامعہ نے تقاریر کا ایک سلسلہ ترتیب دیا ہے جس میں عالم اسلام کے ممتاز مسلمان عالم حصہ لیتے ہیں۔ اس سلسلہ کا آغاز جامعہ ازہر اور جامعہ قاہرہ کے سربراہوں کے دورے سے فروری ۱۹۸۳ء میں شروع ہو چکا ہے۔ شام کے ایک معروف عالم نے بھی فروری ۱۹۸۳ء میں بعض اہم علمی موضوعات پر لیکچر دیئے۔

۴۔ عوام سے رابطہ

عوام سے رابطہ قائم کرنے اور دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے درمیان حائل تفاوت اور فاصلہ کم کرنے کے لئے ایک مجلس مشاورت قائم کی گئی ہے جس میں پاکستان کے ممتاز علماء بحیثیت رکن شامل ہیں۔ امید ہے کہ اس مجلس سے جامعہ اسلامیہ کو متعلقہ معاملات میں علماء کی رہنمائی حاصل ہو گی اور یہ مجلس جامعہ اور علمائے اسلام کے مابین ایک مسلسل رابطے کا فریضہ انجام دے گی۔

۵۔ علمی اُمور میں مشاورتی خدمت

جامعہ اسلامیہ علمی امور میں تمام دیگر ملکی و بیرونی اداروں کے لئے مشاورتی خدمت سرانجام دیتی ہے۔ حال ہی میں انڈونیشیا میں ادارۂ مطالعات اسلامی اور قبرص میں انسٹی ٹیوٹ بینکنگ کے قیام میں تعاون و مشورہ مہیا کیا گیا ہے۔

۴۔ مقاصد کے حصول میں دشواریاں

(ا) چونکہ جامعہ اسلامیہ میں مخصوص تعلیمی نصاب مروج ہیں۔ ان کی درس و تدریس کے لئے مناسب اساتذہ تلاش کر کے تعین کرنا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ایک بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت سے اس جامعہ کا ذریعہ تعلیم عربی اور انگریزی ہے۔ پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام میں ایسے اساتذہ کا فقدان ہے جو کسی اسلامی علم کے ماہر بھی ہوں اور عربی اور انگریزی پر یکساں عبور بھی رکھتے ہوں۔ اسی سے متعلقہ ایک مسئلہ یہ ہے کہ جامعہ کو ایسے علماء درکار ہیں جو جدید عمرانی علوم اور تحقیقی طریقوں سے بھی آگاہ ہوں اور عربی اور مغربی زبانوں پر بھی کامل دستگاہ رکھتے ہوں۔ فی الحال یہ جامعہ کے سب سے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ سے منسلک ایک مسئلہ عربی اور انگریزی زبان میں نصابی مواد کی فراہمی کا ہے۔ جامعہ کے لئے اپنی ضروریات کے مطابق نئی کتابوں کی بھی اشد ضرورت ہے۔

(ج) یونیورسٹی کا تیسرا مسئلہ اپنے فارغ التحصیل طلباء کے لئے حصول روزگار ہے۔ بفضل تعالیٰ جو طالب علم تیار ہو رہے ہیں وہ انشاء اللہ شریعت، دعوۃ اور اقتصادیات کے ماہر ہوں گے۔ اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنی علمی قابلیت کے لحاظ سے بہترین خدمات کہاں انجام دے سکیں گے۔ مختلف انداز سے ان مسائل کے حل کی کوشش جاری ہیں۔